The True Martyr

حقیقی شہید

یعنی

خداوند مسیح کی موت اور دیگر انبیا۔
محبانِ وطن اور شہیدوں کی موت میں فرق

پنجاب ریلجس بک سوسائٹی
انار کلی - لاہور

P. R. B. S., Anarkali, Lahore

بار چہارم

۱۹۳۳ء

How the Death of Christ differs from the Death of Prophets, Patriots and Martyrs.

حقیقی شہید

یعنی

خداوند مسیح کی موت اور دیگر انبیا
محبّانِ وطن اور شہیدوں کی موت
میں فرق

Punjab Religious Book Society,
Anarkali, Lahore.

۱۹۲۳ء

بارِ چہارم

4th edition

حقیقی شہید

مسیحی اِس بات کا دعوےٰ کرتے ہیں کہ مسیح کی موت مقصد اور نتیجے کے لحاظ سے ایسی موت تھی جو نبیوں اور شہیدوں کی موت سے بالکل نرالی اور لاثانی تھی۔ یہ ایک ایسا عجیب دعوےٰ ہے کہ اس کا ثانی کبھی سُننے میں نہیں آیا۔ پس یہ ضروری بات ہے کہ ایسے دعوےٰ کی پُشت پر وہ بڑے بڑے ثبوت ہوں جن کو کوئی رد نہ کر سکے۔ وہ ثبوت کیا ہیں؟

پہلا ثبوت یہ ہے۔ جن مقدس کتابوں کی یہودی مسیحی اور محمدی خدا کا کلام مان کر تعظیم کرتے ہیں انہی کتابوں میں مسیح کی موت کی بہت سی پیشین گوئیاں پائی جاتی ہیں۔

مثلاً مسیح کے اس دنیا میں آنے سے سینکڑوں برس پیشتر یسعیاہ نبی نے مسیح کے دُکھ اور اس کی موت کا تذکرہ یوں کیا:-

"وہ آدمیوں میں نہایت ذلیل اور حقیر تھا۔ وہ مردِ غمناک اور رنج کا آشنا ہوا۔ لوگ اُس سے گویا روپوش تھے۔ اس کی تحقیر کی گئی۔ اور ہم نے اس کی کچھ قدر نہ جانی۔ یقیناً اُس نے ہماری مشقتیں اُٹھالیں اور ہمارے غموں کا بوجھ اپنے اوپر چڑھایا۔ پر ہم نے اس کا یہ حال سمجھا

کہ وہ خدا کا مارا کوٹا اور ستایا ہؤا ہے۔ پر وہ ہمارے گناہوں کے سبب گھائل کیا گیا اور ہماری بدکاریوں کے باعث کچلا گیا۔ ہماری ہی سلامتی کے لئے اس پر سیاست ہوئی تاکہ اُس کے مار کھانے سے ہم چنگے ہوں۔ ہم سب بھیڑوں کی مانند بھٹک گئے۔ ہم میں سے ہر ایک اپنی راہ کو پھرا۔ پر خداوند نے ہم سبھوں کی بدکاری اُس پر لادی۔ وہ تو نہایت ستایا گیا اور غمزدہ ہؤا۔ تو بھی اُس نے اپنا منہ نہ کھولا۔ وہ گنہگاروں کے درمیان شمار کیا گیا۔ اور اُس نے بہتوں کے گناہ اُٹھا لئے اور گنہگاروں کی شفاعت کی"۔ یسعیاہ ۵۳: ۳-۱۲۔

بائیسویں زبور میں مسیح کی بابت یہ پیشین گوئی لکھی ہے کہ اُس کے دشمن اُس کے ہاتھوں اور پاؤں کو چھیدینگے۔ اور وہ اُسے ٹھٹھوں میں اُڑائینگے۔ اور سر ہلا ہلا کر کہینگے"۔ اُس نے اپنے تئیں خدا پر چھوڑا ہے کہ وہ اُسے بچائے۔ جس حال کہ وہ اس سے راضی ہے۔ تو وہی اُسے چھڑائے"۔ وہ اُس کے کپڑے آپس میں بانٹ لینگے۔ اور اُس کے لباس پر قُرعہ ڈالینگے اور وہ اپنی جان کے دُکھ میں پکاریگا۔" اے میرے خدا اے میرے خدا تو نے مجھے کیوں چھوڑا ہے۔ زبور ۲۲: ۱-۸ و ۱۵-۱۸*

اب ان پیشین گوئیوں کے پورا ہونے کا بیان سُنئے جیسا کہ انجیل مقدس میں لکھا ہؤا ہے۔

اس پر اُنہوں نے پاس آکر یسوع پر ہاتھ ڈالا اور اسے پکڑ لیا اور دیکھو یسوع کے ساتھیوں میں سے ایک نے ہاتھ بڑھا کر اپنی تلوار کھینچی۔

اور سردار کاہن کے نوکر پر چلا کر اُس کا کان اُڑا دیا۔ یسوع نے اُس سے کہا اپنی تلوار کو میان میں کرے۔ کیونکہ جو تلوار کھینچتے ہیں وہ سب تلوار سے ہلاک کئے جاوینگے۔ کیا تو نہیں سمجھتا کہ مَیں اپنے باپ سے منت کر سکتا ہوں اور وہ فرشتوں کے بارہ تمن سے زیادہ ابھی میرے پاس موجود کر دیگا۔ مگر وہ نوشتے کہ یونہی ہونا ضرور ہے۔ کیونکر پورے ہونگے۔ اُسی گھڑی یسوع نے بھیڑ سے کہا کیا تم تلواریں اور لاٹھیاں لے کر مجھے ڈاکو کی طرح پکڑنے نکلے ہو؟ میں ہر روز ہیکل میں بیٹھ کر تعلیم دیتا تھا اور تم نے مجھے نہیں پکڑا۔ مگر یہ سب کچھ اس لئے ہُوا ہے کہ نبیوں کے نوشتے پورے ہوں۔ اس پر سارے شاگرد اُسے چھوڑ کر بھاگ گئے اور یسوع کے پکڑنے والے اُسے کیفا نام سردار کاہن کے پاس لے گئے۔ جہاں فقیہہ اور بزرگ جمع ہو گئے تھے۔ اور پطرس فاصلہ پر اُس کے پیچھے پیچھے سردار کاہن کے دیوان خانہ تک گیا اور اندر جا کر پیادوں کے ساتھ نتیجہ دیکھنے کو بیٹھ گیا۔ اور سردار کاہن اور سارے صدر عدالت یسوع کو مار ڈالنے کے واسطے اُس کے خلاف جھوٹی گواہی ڈھونڈنے لگے۔ مگر نہ پائی گو کہ بہت سے جھوٹے گواہ آئے۔ لیکن آخر کار دو گواہوں نے آکر کہا کہ اس نے کہا ہے کہ مَیں خدا کے مقدس کو ڈھا سکتا ہوں اور تین دن میں اُسے بنا سکتا ہوں۔ اور سردار کاہن نے کھڑے ہو کر اس سے کہا تو جواب نہیں دیتا! یہ تیرے خلاف کیا گواہی دیتے ہیں؟ مگر یسوع چپکا ہی رہا۔ سردار کاہن نے اُس سے کہا میں تجھے زندہ خدا کی قسم دیتا ہوں کہ اگر تو خدا کا بیٹا ہے

تو ہم سے کہہ دے۔ یسوع نے اُس سے کہا تو نے خود کہہ دیا بلکہ میں تم سے کہتا ہوں کہ اس کے بعد تم ابنِ آدم کو قادرِ مطلق کی دہنی طرف بیٹھے اور آسمان کے بادلوں پر آتے دیکھوگے۔ اس پر سردار کاہن نے یہ کہہ کر اپنے کپڑے پھاڑے کہ اُس نے کفر بکا ہے۔ اب ہمیں گواہوں کی کیا حاجت رہی۔ دیکھو تم نے ابھی یہ کفر سُنا ہے۔ تمہاری کیا رائے ہے؟ اُنہوں نے جواب میں کہا کہ وہ قتل کے لائق ہے۔ اس پر اُنہوں نے اس کے مُنہ پر تھوکا اور اُس کے مکے مارے۔ اور بعض نے طمانچے مار کے کہا۔ اے مسیح ہمیں نبوت سے بتا کہ کس نے تجھے مارا۔ . . . جب صبح ہوئی تو سردار کاہنوں اور قوم کے بزرگوں نے یسوع کے خلاف مشورہ کیا کہ اُسے مار ڈالیں۔ اور اُسے باندھ کر لے گئے اور پلاطس حاکم کے حوالہ کیا۔ . . . پلاطس نے اُن سے کہا پھر یسوع کو جو مسیح کہلاتا ہے کیا کروں؟ سب نے کہا کہ اُسے صلیب دی جائے! اُس نے کہا کہ کیوں۔ اُس نے کیا بُرائی کی ہے؟ مگر وہ اور بھی چلا چلا کر بولے کہ اس کو صلیب دی جائے۔ جب پلاطس نے دیکھا کہ کچھ بن نہیں پڑتا بلکہ بلوہ ہوتا جاتا ہے تو پانی لے کر لوگوں کے روبرو اپنے ہاتھ دھوئے اور کہا کہ میں اس راستباز کے خون سے بَری ہوں تم جانو۔ سب لوگوں نے جواب دے کر کہا کہ اس کا خون ہماری اور ہماری اولاد کی گردن پر! اس پر اس نے برابا کو ان کی خاطر چھوڑ دیا اور یسوع کو کوڑے لگوا کر حوالہ کیا تاکہ صلیب دی جائے۔ اس پر حاکم کے سپاہیوں نے یسوع کو قلعہ میں لے جا کر پلٹن اس کے گرد جمع

کی اور اُس کے کپڑے اُتار کر اُسے قرمزی چوغہ پہنایا اور کانٹوں کا تاج بنا کر اُس کے سر پر رکھا۔ اور ایک سرکنڈا اُسکے داہنے ہاتھ میں دیا اور اُس کے آگے گھٹنے ٹیک کر اُسے ٹھٹھوں میں اُڑانے لگے کہ اے یہودیوں کے بادشاہ آداب! اور اُس پر تھوکا اور وہی سرکنڈا لے کر اُس کے سر پر مارنے لگے۔ اور جب اُس کا ٹھٹھا کر چکے تو چوغے کو اُس پر سے اُتار کر پھر اُسی کے کپڑے اُس کو پہنائے اور صلیب دینے کو لے گئے جب باہر آئے تو اُنہیں شمعون نام ایک کُرینی آدمی مِلا۔ اُسے بیگار میں پکڑا۔ کہ اُس کی صلیب اُٹھائے اور اس جگہ جو گلگتا یعنے کھوپڑی کی جگہ کہلاتی ہے پہنچ کر پت ملی ہوئی مے اُسے پینے کو دی۔ مگر اُس نے چکھ کر پینا نہ چاہا۔ اور اُنہوں نے اُسے صلیب پر چڑھایا اور اس کے کپڑے قرعہ ڈال کر بانٹ لئے اور وہاں بیٹھ کر اُس کی نگہبانی کرنے لگے اور اس کا الزام لکھ کر اُس کے سر کے اوپر لگا دیا کہ **"یہ یہودیوں کا بادشاہ یسوع ہے"**۔

اس وقت اس کے ساتھ دو ڈاکو صلیب پر چڑھائے گئے۔ ایک داہنے اور ایک بائیں۔ اور راہ چلنے والے سر ہلا ہلا کر اُس کو لعن طعن کرتے تھے۔ اور کہتے تھے کہ اے مقدس کے ڈھانے والے اور تین دن میں بنانے والے اپنے تئیں بچا۔ اگر تو خدا کا بیٹا ہے تو صلیب پر سے اُتر آ۔ اسی طرح سردار کاہن بھی فقیہوں اور بزرگوں کے ساتھ مل کر ٹھٹھے سے کہتے تھے۔ اُس نے اوروں کو بچایا اپنے تئیں

نہیں بچا سکتا یہ تو اسرائیل کا بادشاہ ہے۔ اب صلیب پر سے اُتر آئے تو ہم اُس پر ایمان لائیں۔ اُس نے خدا پر بھروسہ رکھا ہے۔ اگر وہ اُسے چاہتا ہے تو اب اُس کو چھڑا لے۔ کیونکہ اس نے کہا تھا میں خدا کا بیٹا ہوں اسی طرح ڈاکو بھی جو اس کے ساتھ صلیب پر چڑھائے گئے تھے اُس پر لعن طعن کرتے تھے۔ اور دوپہر سے لے کر تیسرے پہر تک تمام ملک میں اندھیرا چھایا رہا تیسرے پہر کے قریب یسوع نے بڑی آواز سے چلا کر کہا۔ ایلی۔ ایلی لما سبقتنی یعنی اے میرے خدا اے میرے خدا تو نے مجھے کیوں چھوڑ دیا؟ جو وہاں کھڑے تھے اُن میں سے بعض نے سنکر کہا کہ یہ ایلیاہ کو پکارتا ہے۔ اور فوراً اُن میں سے ایک شخص دوڑا اور اسپنج لے کر سرکہ میں ڈبویا اور سرکنڈے پر رکھ کر اُسے چُسایا۔ مگر باقیوں نے کہا ٹھہر جاؤ دیکھیں تو ایلیاہ اُسے بچانے آتا ہے یا نہیں یسوع پھر بڑی آواز سے چلایا اور جان دے دی۔ متی ۲۶: ۵۰-۸ ۶ و متی ۲۷: ۱ و ۲ و ۲۲-۵۰۔

وہ جس کی موت کا ذکر کرتے ہوئے یسعیاہ نبی کہتا ہے کہ وہ گھائل کیا جائیگا۔ اور کچلا جائیگا اور کوڑوں کی مار کھائیگا اور برّے کی طرح لوگ اُسے لے جائینگے۔ تاکہ اُسے قربان کریں اور وہ اس طرح بدکاروں کے درمیان شمار کیا جائیگا۔ وہ جس کی بابت داؤد نبی بائیسویں زبور میں پیشینگوئی کرتا ہے کہ دشمن اُس کے ہاتھ اور پاؤں کو چھیدینگے اور اس کے کپڑوں کو قرعہ ڈال کر بانٹ لینگے۔ وہ فی الحقیقت خداوند یسوع ہے۔ اُس نے خود ان نبوتوں کے معنی و مطلب اپنی طرف منسوب کئے۔ اُس نے

اپنے شاگردوں سے کہا کہ نبیوں نے میری نسبت پیشتر سے کہہ دیا تھا کہ میں دُکھ اُٹھاؤنگا اور مارا جاؤنگا۔ جیسا کہ لکھا ہے کہ کیا مسیح کو یہ دُکھ اُٹھا کر اپنے جلال میں داخل ہونا ضرور نہ تھا؟ پھر موسٰے سے اور سب نبیوں سے شروع کرکے سارے نوشتوں میں جتنی باتیں اُس کے حق میں لکھی ہوئیں تھیں وہ اُن کو سمجھا دیں۔ اور پھر اُس نے اُن سے کہا کہ یہ میری وہ باتیں ہیں جو میں نے تم سے اس وقت کہی تھیں جب تمہارے ساتھ تھا کہ ضرور ہے کہ جتنی باتیں موسٰے کی توریت اور نبیوں کے صحیفوں اور زبور میں میری بابت لکھی ہیں پُوری ہوں۔ پھر اس نے اُن کا ذہن کھولا تا کہ کتاب مقدس کو سمجھیں اور اُن سے کہا یوں لکھا ہے مسیح دُکھ اُٹھائیگا اور تیسرے دن مُردوں میں سے جی اُٹھیگا۔ لوقا ۲۴ و ۲۵-۲۷ و ۴۴-۴۶*

*نوٹ نبیوں کی کتابوں میں مسیح کی موت کی پیشینگوئیوں کا مطالعہ کرنے کے لئے ذیل کے مقامات کو دیکھئے (پیدائش ۳/۱۵ بمقابلہ کرو عبرانیوں ۲/۱۴) پیدائش ۲۲/۱۳ (مقابلہ کرو یوحنا ۱/۲۹) خروج ۱۲/۱-۲۷ (مقابلہ کرو یوحنا ۱: ۹) متی ۲۶/۱۷-۲۹ و خروج ۱۷/۶ (مقابلہ کرو ۱ کرنتھیوں ۱۰/۴) احبار ۱/۳ و ۴ (مقابلہ کرو یوحنا ۱۰/۱۱ و ۱۷ و ۱۸) عبرانی ۹/۱۱-۱۴) گنتی ۲۱/۵-۹ (مقابلہ کرو یوحنا ۳/۱۴) ۲ کرنتھیوں ۵/۲۱ و گلتی ۳/۱۳ و زبور ۲۲/۱۰ (مقابلہ کرو اعمال ۲/۲۵-۳۱ و اعمال ۱۳/۲۷-۳۸) زبور ۴۰/۶-۸ مقابلہ کرو عبرانیوں ۱۰/۴-۱۲) (دانیل ۹/۲۶-۲۷ (مقابلہ کرو متی ۲۴/۱۵ و لوقا ۱۸/۳۱-۳۳) ذکریا ۱۲/۱۰ (مقابلہ کرو یوحنا ۱۹/۳۴-۳۷) زبور ۱۱۸/۲۲-۲۳ (مقابلہ کرو متی ۲۱/۴۲-۴۵ و اعمال ۴/۱۰-۱۱) ان مقامات کو دیکھ کر آپ کو اور زیادہ ثبوت اس بات کے ملینگے کہ مسیح کی موت کی خبر پیشتر سے دی گئی تھی۔

۲۔ پھر مسیح کی موت بہ لحاظ اس کے مقصد کے اوروں کی سی موت نہ تھی۔ وہ اس محبِ وطن کی مانند نہیں مرا جو اپنے مُلک کے لئے جان نثار کر دے۔ جیسا کہ ہر زمانہ میں بہت سے بہادروں نے کیا ہے وہ اُس نبی یا شہید کی طرح نہیں مرا جو اپنے دین کے لئے جان دے ڈالے۔ جیسا کہ بہتوں نے کیا۔ اور نہ وہ اُس دوست کی مانند مُوا جو اپنے دوست کے لئے جان پر کھیل جائے۔ جیسا کہ سینکڑوں کر گئے ہیں۔ اور نہ وہ شخص اس لئے مرا کہ ہمارے واسطے دُکھ اُٹھائے اور موت سہنے کا نمونہ دکھائے۔

کسی بڑی قوم کی تاریخ پڑھئے اُس میں آپ کتنوں کا ذکر پڑھینگے جنہوں نے اپنے ملک۔ دین اور دوستوں کی خاطر اپنی جانیں دے دیں۔ اور اس طرح ہمارے لئے نمونہ چھوڑ گئے تاکہ ہم بھی بہادروں کی طرح دُکھ برداشت کرنے والے بنیں۔

مسیح کی موت کا مقصد ایسا تھا کہ جو کسی دوسرے کی موت میں کبھی دیکھنے میں نہیں آیا اور اس کا ذکر پاک کلام میں یُوں ملتا ہے:۔

"مسیح بے دینوں کی خاطر مُوا۔ کسی راستباز کی خاطر بھی مُشکل سے کوئی اپنی جان دیگا۔ مگر شاید کسی نیک آدمی کے لئے کوئی اپنی جان تک دینے کی جراءت کرے۔ لیکن خدا اپنی محبت کی خوبی ہم پر یوں ظاہر کرتا ہے کہ جب ہم گنہگار ہی تھے تو مسیح ہماری خاطر مُوا۔ ۔ ۔ ۔ کیونکہ جب باوجود دشمن ہونے کے خدا سے اُس کے بیٹے کی موت کے وسیلہ سے

ہمارا میل ہو گیا تو میل ہونے کے بعد تو ہم اُس کی زندگی کے سبب سے ضرور ہی بچینگے"۔ رومیوں ۵: ۶-۱۰

"کیونکہ مسیح کی محبت ہم کو مجبور کر دیتی ہے۔ اس لئے کہ ہم یہ سمجھتے ہیں کہ جب ایک سب کے واسطے مؤا تو سب مر گئے اور وہ اس لئے سب کے واسطے مؤا کہ جو جیتے ہیں وہ آگے کو اپنے لئے نہ جئیں۔ بلکہ اُس کے لئے جو اس کے واسطے مؤا اور پھر جی اُٹھا" ۲ کرنتھیوں ۵: ۱۴ و ۱۵

"مگر اب زمانے کے آخر میں وہ ایک بار ظاہر ہوا تاکہ اپنے آپ کو قربان کرنے سے گناہ کو مٹا دے"۔ عبرانیوں ۹: ۲۶۔

"اس لئے کہ مسیح نے بھی یعنے راستباز نے ناراستوں کے لئے گناہوں کے باعث ایک بار دُکھ اُٹھایا تاکہ ہم کو خدا کے پاس پہنچائے"۔ پہلا پطرس ۳: ۱۸۔

"کیونکہ خدا نے دُنیا سے ایسی محبت رکھی کہ اُس نے اپنا اکلوتا بیٹا بخش دیا تاکہ جو کوئی اُس پر ایمان لائے ہلاک نہ ہو بلکہ ہمیشہ کی زندگی پائے"۔ یوحنا ۳: ۱۶۔

"دوسرے دن اُس نے یسوع کو اپنی طرف آتے دیکھ کر کہا دیکھو یہ خدا کا برہ ہے جو دُنیا کا گناہ اُٹھا لے جاتا ہے"۔ یوحنا ۱: ۲۹۔

"مسیح کتاب مقدس کے بموجب ہمارے گناہوں کے لئے مؤا"۔ ۱ کرنتھیوں ۱۵: ۳۔

مسیحیوں کے مقدس صحیفے مذکورہ بالا قسم کے بیانات سے بھرے ہوئے ہیں۔ جن سے صاف ظاہر ہے کہ مسیح کی موت کا خاص مقصد یہ تھا کہ وہ اپنی جان گنہگاروں کے لئے فدیہ میں دے۔ اس نے خود اپنے لہو بہائے جانے کی نسبت فرمایا کہ میں گناہوں کی معافی کے لئے اپنا لہو بہاتا ہوں۔ متی ۲۶ : ۲۸۔ اُس نے یہ نہیں کہا۔ میرا لہو اُس بہادر کی طرح بہایا جاتا ہے جو اپنے ملک کے لئے جان دے ڈالے۔ یا اُس شہید کی طرح جو سچائی کی خاطر اپنے آپ کو قربان کرے۔ گناہ اور موت کوئی فرضی باتیں نہیں ہیں۔ بلکہ بڑی خوفناک حقیقتیں ہیں۔ موت کے ذریعہ خدا اس بات کا اظہار کرتا ہے کہ اُس کو گناہ سے نفرت ہے۔ اور یہ کہ ضرور ہے کہ اُس شخص پر جو گناہ کرتا ہے موت کی سزا کا حکم کیا جائے۔ کسی اعلےٰ کچہری میں جب آپ جج صاحب کو کسی ملزم پر موت کا فتوےٰ دیتے ہوئے سُنتے ہیں تو آپ جان جاتے ہیں کہ اُس ملزم نے کوئی ایسی بُرائی کی ہوگی جس کی نسبت ضرور ہے کہ انسانی نفرت دکھائی جاوے۔ اور جس پر موت کی سزا کا فتوےٰ لگایا جائے۔ اسی طرح خدا کی حکم عدولی اور نافرمانی کے باعث کُل بنی آدم پر موت کا فتوےٰ لگایا گیا۔ مسیح کی عظمت اور اُس کا جلال اسی میں ہے کہ وہ جو اپنی سراسر بے گناہی کے سبب موت کے فتوےٰ سے بری تھا۔ وہ اپنے آسمانی جلال کو چھوڑ کر ہمارے گوشت وخون میں شریک ہو کر ہمارا ہم جنس انسان بن گیا۔ اِس مقصد کے لئے کہ ہم گنہگاروں کا عوض ہو کر

ہمارے گناہوں کے لئے اپنی جان دے۔ اُس نے اپنی خوشی سے اپنے آپ کو اس لئے دیا کہ ہمارے گناہوں کی سزا کا فتوے جو ہمارا حق تھا اُس پر لگایا جائے۔ ان باتوں کا لحاظ کرکے یہ کوئی عجیب بات نہ تھی کہ جب اُس کی قربانی کا وقت نزدیک آیا تو اُس کے مُنہ سے یہ بات نکلی "اب میری جان گھبراتی ہے۔ پس میں کیا کہوں۔ اے باپ مجھے اس گھڑی سے بچا۔ لیکن میں اسی سبب سے تو اس گھڑی کو پہنچا ہوں" (یوحنا ۱۲: ۲۷) ان باتوں کا خیال کرکے یہ حیرانی کی بات نہیں ہے کہ اُس آخری رات کو اپنی موت سے پیشتر وہ جان کندنی کی حالت میں پڑ جائے اور اُس کا پسینہ گویا خون کی بڑی بڑی بوندیں ہوکر زمین پر ٹپکے (لوقا ۲۲: ۴۴) پھر ان باتوں کا لحاظ کرکے یہ بھی کوئی بڑی حیرت والی بات معلوم نہیں ہوتی کہ اُس اندھیرے میں سے جو اُس کی صلیب کو گھیرے ہوئے تھا۔ اُس سے یہ پکار سنائی دے۔ کہ "اے میرے خدا اے میرے خدا تو نے مجھے کیوں چھوڑ دیا" اے پڑھنے والے یہ کسی نبی یا شہید یا مُلک کے بہادر کی پکار نہ تھی۔ یہ خدا کے برّے کی موت تھی جو جہان کے گناہوں کو اُٹھا لے جاتا ہے (یوحنا ۱: ۲۹) یہ اُس کی موت ہے جس کے حق میں یسعیاہ نبی نے یہ کہا کہ "وہ ہمارے گناہوں کے سبب سے گھائل کیا گیا۔ اور ہماری بدکاریوں کے باعث کچلا گیا۔ ہماری ہی سلامتی کے لئے اُس پر سیاست ہوئی تاکہ اس کے مار کھانے سے ہم چنگے ہوں ۔۔۔۔ اُس نے اپنی جان موت کے لئے انڈیل دی اور وہ گنہگاروں کے درمیان

شمار کیا گیا اور اُس نے بہتوں کے گناہ اُٹھا لئے اور گنہگاروں کی شفاعت کی (یسعیاہ ۵۳: ۵-۱۲) وہ جو سراسر گناہ سے خالی تھا اور جس کا دل خدا اور انسان کی محبت سے بھرا ہُوا تھا اس کا مرنا اپنے کسی گناہ کا نتیجہ ہرگز نہیں ہو سکتا تھا۔ تو پھر کیا یہ کہنا پڑیگا کہ یہ صرف اُسی کے لئے ممکن تھا کہ اپنی بے گناہی کی حالت میں گناہ کی سزا کے فتوے کی حد درجہ کی تلخی کو محسوس کرے۔ خدا کا کوئی نافرمانبردار بندہ ایسے فتوے کی کڑواہٹ کو اس بے گناہ معصوم۔ فرمانبردار اور پرمحبت خداوند یسوع کی طرح ہرگز محسوس نہیں کر سکتا ہے۔ سو کوئی یہ نہ کہے کہ وہ گناہ کی مزدوری کی موت نہیں مرا۔ بلکہ یوں کہئے کہ وہی اکیلا تھا جو یہ موت مر سکتا تھا۔ (دیکھو رومیوں ۹:۲۳)

بعض دفعہ لوگ کہا کرتے ہیں کہ خدا محبت ہے۔ لہٰذا اسے گناہ کے فدیہ کے دیئے جانے کی کوئی حاجت نہیں۔ پر خدا کے کلام کا جواب یہ ہے۔ ہاں بے شک خدا محبت ہے۔ اور اسی سبب سے اُس نے کُل دنیا کے گناہوں کے لئے آپ ہی فدیہ تجویز کیا۔ (۱یوحنا ۲:۲) محبت اس میں نہیں کہ ہم نے خدا سے محبت کی۔ بلکہ اس میں ہے کہ اُس نے ہم سے محبت کی اور ہمارے گناہوں کے کفارے کے لئے اپنے بیٹے کو بھیجا (۱یوحنا ۴:۱۰) اس سبب سے ہم یہ دعوے کرتے ہیں کہ مسیح کی موت خدا کی محبت کی سب سے بڑی دلیل ہے۔

کیا کبھی کسی نبی یا شہید کے دل میں یہ بات گذری ہے کہ اپنی موت کے مقصد کے بارہ میں دعوے کرے کہ میں گناہوں کی معافی کے

لئے مرتا ہوں۔ جیسا مسیح نے کیا؟ کبھی کسی کے دل میں یہ خیال بھی آیا ہے کہ مسیح کی صلیبی موت جیسی خوفناک موت جس کے دُکھ و درد بیان سے باہر ہیں اُس کو خدا کی محبت کے اظہار کی سب سے بڑی دلیل قرار دے؟

۳۔ پھر مسیح کی موت کے وقت ایسے فوق القدرت اور حیرت انگیز واقعات ظہور میں آئے جن سے اس کی موت کے معنی و مطلب سمجھ میں آتے ہیں اور اُس کے مقصد کو ہم پر ظاہر کرتے ہیں۔ ان واقعات کا بیان سُنیئے جیسے وہ متی کی انجیل میں مذکور ہیں:-

"اور دوپہر سے لے کر تیسرے پہر تک تمام مُلک میں اندھیرا چھایا رہا اور تیسرے پہر کے قریب یسوع نے بڑی آواز سے چلا کر کہا! ایلی ایلی لما سبقتنی! یعنے اے میرے خدا اے میرے خدا تو نے مجھے کیوں چھوڑ دیا .... یسوع بڑی آواز سے چلایا اور جان دے دی اور مقدس کا پردہ اوپر سے نیچے تک پھٹ کر دو ٹکڑے ہو گیا اور زمین لرزی اور چٹانیں تڑک گئیں اور قبریں کھل گئیں اور بہت سے جسم اُن مقدسوں کے جو سو گئے تھے جی اُٹھے اور اُس کے جی اُٹھنے کے بعد قبروں سے نکل کر مقدس شہر میں گئے اور بہتوں کو دکھائی دیئے۔ پس صوبہ دار اور جو اُس کے ساتھ یسوع کی نگہبانی کرتے تھے بھونچال اور تمام ماجرہ دیکھکر بہت ہی ڈر گئے اور بولے کہ بیشک یہ خدا کا بیٹا تھا" متی ۲۷: ۴۵-۵۴-

وہ اندھیرا جو دوپہر سے لے کر مسیح کے جان دینے تک صلیب پر چھایا رہا اُس اندھیرے کا نشان تھا جس میں سے اُس کی روح ہمارے

گناہوں کے لئے موت کا دُکھ اُٹھاتے ہوئے گذر رہی تھی۔ موت محض جسم کی ہی موت نہیں ہے بلکہ اس سے کہیں بڑھ کر یہ اس دُنیا میں ہمارے ہوتے ہوئے خدا کی اُس نفرت کا اظہار ہے جو اُسے گناہ کے ساتھ ہے۔ جب مسیح ہمارے گناہوں کے کفارہ کے لئے صلیب پر مرا تو ہماری خاطر اور ہماری جگہ وہ اُس اندھیرے میں سے گذرا تاکہ جو سزا گناہ کی ہے یعنی موت کے وقت خدا کے حضور سے ہٹ جانا۔ اس سے ہم گنہگاروں کو بچائے۔ بشرطیکہ ہم اُس کی موت کو اپنے لئے حقیقی قربانی مانیں۔ جو کوئی دل سے یقین کرے کہ مسیح میرے گناہوں کی خاطر مؤا۔ اُس کو موت کے وقت اس اندھیرے میں سے گذرنا نہ پڑیگا۔ جو اندھیرا مسیح کی صلیب کے چاروں طرف چھایا ہؤا تھا ہم اس میں داخل نہیں ہو سکتے مگر ہم اُس کے باہر کھڑے ہو کر اپنے گناہوں پر توبہ کر کے جن کے باعث مسیح اُس اندھیرے میں سے گذرا اُس کی کمال محبت پہچان کر اُس کی حمد و ستائش کریں۔

یروشلیم کی ہیکل کے اندر ایک پردہ تھا اور اُس پردہ کے پیچھے ایک مقام تھا جسے پاک ترین مکان کہتے تھے۔ جہاں صرف سردار کاہن ہی جا سکتا تھا۔ اور وہ بھی سال میں ایک دفعہ ایک بے داغ برّے کا لہو کفارے کے طور پر لے کر جاتا تھا اور اسے خدا کے حضور تمام لوگوں کے گناہوں کے بدلے فدیہ گذارا کرتا تھا۔ عین مسیح کے مرتے وقت اُس پاک ترین مکان کے سامنے کا پردہ اُوپر سے نیچے تک پھٹ گیا اور اس سے الٰہی حقیقت کے معنی کھل گئے۔ کہ چونکہ مسیح نے کُل جہان کے گناہ اُٹھائے جانے

کے لئے اپنی جان دے دی تھی۔ لہٰذا اب کل بنی آدم کے لئے گناہ کی معافی اور خدا کے حضور میں بسلامت جانے کی راہ کھل گئی۔ اُن دو شخصوں میں سے جو مسیح کے ساتھ مصلوب کئے گئے تھے ایک نے یوں التجا کر کے کہا "اے یسوع جب تو اپنی بادشاہت میں آئے تو مجھے بھی یاد کرنا۔ یسوع نے اس سے کہا میں تجھ سے سچ کہتا ہوں کہ آج ہی تو میرے ساتھ فردوس میں ہوگا"۔ (لوقا ۲۳: ۴۲ و ۴۳) سو مسیح کی موت سے اس پاک ترین مکان کے سامنے پردہ کے پھٹ جانے سے اور اس تائب گنہگار کے جنت میں پہنچ جانے سے یہ بات بطور نشان کے ظاہر کر دی گئی کہ گنہگاروں میں سب سے بڑے گنہگار تک کے لئے بشرطیکہ وہ توبہ کرے اور مسیح مصلوب پر ایمان لائے۔ اب خدا کے حضور پہنچنے کے لئے راہ کھل گئی۔

مسیح کی موت کے وقت مقدسوں کی قبروں کے کھل جانے سے یہ ایک اور سچائی ظہور میں آئی کہ اپنی موت سے ہمارے خداوند نے موت کو مغلوب کر دیا۔ وہ کھلی قبریں اس سچائی پر گواہی دے رہی تھیں کہ گذشتہ وقتوں اور نیز آنے والے زمانوں کے بزرگ ایک دن یہ گیت گائینگے۔ "اے قبر تیری فتح کہاں رہی ۔ ۔ ۔ شکر ہے خدا کا جو ہمارے خداوند یسوع مسیح کے وسیلے سے ہم کو فتح بخشتا ہے"۔ (۱ کرنتھیوں ۱۵: ۵۶-۵۷)

پس اس اندھیرے اور ہیکل کے پردہ کے پھٹ جانے اور قبروں کے کھل جانے سے خدا نے خود ہمیں مسیح کی موت کے معنی سمجھا دئے۔ کیا تواریخ میں کسی نبی، شہید کی کبھی ایسا بیان پڑھنے میں آیا ہے کہ اُس

کی موت کے وقت ایسے حیرت انگیز واقعات ظہور میں آئے ہوں جن سے اُسکی مَوت کا مقصد اور اس کا نتیجہ اس طرح صاف طور پر ظاہر کئے گئے ہوں؟

۴۔ اور آگے چلئے۔ غور کیجئے کہ مسیح کی موت نے اُس کی زمینی زندگی کو ختم نہیں کیا۔ جیسا کہ اوروں کی موت اُن کی زمینی زندگی کو ختم کر دیتی ہے۔ اپنی مَوت کے بعد تیسرے دن وہ پھر مُردوں میں سے جی اُٹھا اور [illegible] کے بعد چالیس دن تک وہ اپنے شاگردوں سے بار بار ملتا رہا اور مختلف جگہوں میں اُن کو نظر آیا۔ وہ اُنہیں کلام کے معنی سمجھایا کرتا تھا اور اس طرح کہ اُن کے دل خوشی سے بھر جاتے تھے۔ اُس نے اُنہیں اپنے ہاتھ اور اپنے پاؤں اور پسلی کے زخم دکھا کر یہ کہا۔ کہ "میرے ہاتھ اور پاؤں دیکھو کہ میں ہی ہوں۔ مجھے چھوکر دیکھو۔ کیونکہ رُوح کے گوشت اور ہڈی نہیں ہوتی۔ جیسا مجھ میں دیکھتے ہو۔ اور یہ کہہ کر اس نے اُنہیں اپنے ہاتھ اور پاؤں دکھائے۔ جب مارے خوشی کے اُن کو یقین نہ آیا اور تعجب کرتے تھے تو اُس نے اُن سے کہا۔ کیا یہاں تمہارے پاس کچھ کھانے کو ہے؟ اُنہوں نے اُسے بُھنی ہوئی مچھلی کا قتلہ دیا اُس نے لے کر اُن کے رُو برو کھایا پھر اُس نے اُن سے کہا کہ یہ میری وہ باتیں ہیں جو میں نے تم سے اُس وقت کہی تھیں جب تمہارے ساتھ تھا کہ ضرور ہے کہ جتنی باتیں موسےٰ کی توریت اور نبیوں کے صحیفوں اور زبور میں میری بابت لکھی ہیں پُوری ہوں۔ پھر اُس نے اُن کا ذہن کھولا" تاکہ کتابِ مقدس کو سمجھیں اور اُن سے

کہا۔ یوں لکھا ہے کہ مسیح دُکھ اُٹھائیگا۔ اور تیسرے دن مُردوں میں سے جی اُٹھیگا اور یروشلم سے شروع کر کے ساری قوموں میں توبہ اور گناہوں کی معافی کی منادی اُس کے نام سے کی جائیگی۔ تم ان باتوں کے گواہ ہو۔" (لوقا ۲۴: ۴۶ سے ۴۸) اس کے پہچاننے میں شاگردوں کے دلوں میں کوئی شک وشبہ باقی نہ رہا۔ پطرس رسول جس نے ڈر کے مارے اُس کا شاگرد کہلانے سے انکار کر دیا تھا اُس کو اُس نے معاف کر کے بحال کیا۔ پھر پانچ سو کو ایک ہی بار دکھلائی دیا۔ جن میں سے بہت سے اس وقت زندہ تھے۔ جب پولوس رسول نے اپنے خطوط لکھے۔ (۱ کرنتھیوں ۱۵: ۶)

کسی شخص کا یہ کہنا کیا ہی دُرست ہے کہ مسیح کا مُردوں میں سے جی اُٹھنا ایک ایسی تواریخی حقیقت ہے جو سب سے بھاری اور بڑے ثبوتوں پر قائم ہے۔" اس پر گواہی دینے والے کتنے بہت سے تھے اور ایسے جو بھروسے کے لائق اور قابل گواہ تھے۔ ان میں سے بعضوں نے کوڑوں کی مار کھائی بعض قید خانوں میں بند کر دیئے گئے۔ کئی قتل کر دیئے گئے۔ پر اپنی گواہی دینے سے وہ ہرگز باز نہ آئے۔ پھر مسیح کا مُردوں میں سے جی اُٹھنا ایک ایسا تواریخی واقعہ ہے جس کے سبب سنیچر کے بجائے اتوار کا دن دُعا و عبادت کے لئے مخصوص کیا گیا۔ کیوں؟ اتوار کا ہی دن تھا۔ جب وہ مُردوں میں سے جی اُٹھا۔ اور یہ تبدیلی اُس واقعہ کی یادگار ہے۔ مُردوں میں سے جی اُٹھنے کے چالیس روز بعد مسیح اپنے شاگردوں کو زیتون کے پہاڑ پر لے گیا جہاں سے یروشلم شہر صاف دکھائی دیتا تھا اور وہاں اُس نے اپنے ہاتھ

اُٹھا کر انہیں برکت دی اور انہیں برکت دیتے ہوئے وہ اُن سے جدا ہوگیا اور آسمان پر اُٹھا لیا گیا۔ اور جب وہ ٹکٹکی لگا کر اُس کے جاتے ہوئے آسمان کی طرف دیکھ رہے تھے تو سفید پوشاک پہنے ہوئے دو مرد اُن کے پاس آکھڑے ہوئے اور کہنے لگے "یہی یسوع جو تمہارے پاس سے آسمان پر اُٹھایا گیا ہے اسی طرح پھر آئیگا۔ جس طرح تم نے اُسے آسمان پر جاتے دیکھا ہے"۔ اعمال ۱: ۱۱۔

سو مسیح کی موت اور اس کا پھر جی اُٹھنا اور آسمان پر چڑھ جانا اور دوبارہ آنا ان سب واقعات کا خدا کے کلام میں اس طرح بیان کیا گیا ہے کہ گویا وہ کڑیوں کی طرح آپس میں جڑے ہوئے ہیں۔ بھلا بتائیے تو کیا کوئی ایسا نبی یا شہید گذرا ہے جس کی بابت کسی نے یہ گمان کیا ہو یا اُس کی نسبت یہ لکھا ہو کہ وہ مُردوں سے جی اُٹھا اور لائق اور سچے گواہوں کے دیکھتے دیکھتے آسمان پر اُٹھا لیا گیا اور جاتے ہوئے اُس نے سب سے پہلے پیغام یہ بھیجا۔ کہ جس طرح تم نے مجھے جاتے دیکھا ہے اُسی طرح میں پھر آؤنگا؟

۵۔ پھر ایک اور بات پر غور کیجئے۔ اُس نے پیشتر سے فرمایا تھا کہ صلیب پر اپنی جان دینے سے میں سب آدمیوں کو اپنے پاس کھینچونگا۔ "اور میں اگر زمین سے اونچے پر چڑھایا جاؤنگا تو سب کو اپنے پاس کھینچونگا اُس نے اس بات سے اشارہ کیا کہ میں کس موت سے مرنے کو ہوں"۔

یوحنا ۱۲: ۳۲ و ۳۳ +

اس کی موت اس طرح پر ہوئی کہ لکڑی کی ایک صلیب بنائی گئی اور زمین پر رکھدی گئی اور تب وہ اُس پر لٹایا گیا اور کیلوں سے اُنہوں نے اُسکو صلیب پر جڑدیا۔ اس کے ہاتھوں اور پاؤں میں اُن کیلوں کو ٹھونک دیا۔ تب اُنہوں نے اُسکو اس طرح جکڑے ہوئے اُس صلیب کو اُٹھایا اور زمین پر نصب کیا۔ اس طرح کا آزار دینا ایک رومی دستور تھا جس سے سب بڑے قسم کے مجرموں کو جان سے مارا جاتا تھا۔ سو مسیح کے دنوں میں صلیب جُرم اور رسوائی کا نشان تھا۔ لیکن اپنی موت سے مسیح نے صلیب کو معافی اور محبت کا اور دوسروں کی خاطر جاں نثاری کا نشان بنادیا۔ آج جب کسی جنگ گاہ میں ہسپتالوں کے اوپر لال صلیب لہراتی ہے تو ہم پوچھتے ہیں کہ اس کا کیا مطلب ہے۔ کیا یہ ہمیں نہیں بتلاتی کہ زخمی چاہے وہ کسی قوم کے کیوں نہ ہوں یہاں تک کہ اگر دشمنوں میں سے بھی ہوں تو اُنہیں اُن ہسپتالوں میں شفا دی جاتی ہے اور وہ پھر بحال کئے جاتے ہیں؟ یہ لال صلیب اُس صلیب کی یاد دلاتی ہے جو خُداوند یسوع کے خون میں رنگی گئی اور جس پر اُس نے گنہگاروں۔ بے دینوں اور اپنے دشمنوں کے لئے جان دے دی۔ اُس صلیب پر سے قاتلوں کے لئے یہ آواز سنائی دیتی ہے "اے باپ انہیں معاف کر کیونکہ یہ نہیں جانتے کہ کیا کرتے ہیں"۔ وہ صلیب تائب مرنے والے سے کہتی ہے "تو آج میرے ساتھ بہشت میں ہوگا"۔ ریڈ کراس یعنی لال صلیب دنیا بھر کی قوموں میں رحم اور امداد کا ایک تسلیم شدہ نشان اور ذریعہ مانا جاتا ہے۔

کیا کبھی کوئی ایسا شاعر یا فلاسفر گذرا ہے کہ جس کے دل میں یہ خیال آیا ہو کہ ایک صلیب کو جس پر مجرم جان سے مارے جاتے تھے دنیا بھر کے لئے رحم اور امداد کے نشان میں تبدیل کر دیا جائے۔ ایسا کہ اس کے سبب ہر قوم کے لوگوں کو برکت پہنچے۔ یہ عجیب کرشمہ ہے جو مسیح کی صلیب نے کر دکھایا یہ وہ انجام ہے جو وہ جانتا تھا کہ اُس کی صلیب کر دکھائیگی۔ یسعیاہ نبی کی اس نبوت کا مطلب یعنی کہ "وہ اپنی جان ہی کا دُکھ اُٹھا کے اُسے دیکھیگا اور سیر ہوگا" یسعیاہ ۵۳:۱۱- ایک حد تک ہم ان باتوں سے سمجھ سکتے ہیں کیا ان دنوں میں خداوند یشوع اپنی جان کے دُکھوں کا انجام نہیں دیکھتا ہے؟ اس سوال کا ایک جواب تو اُن زخمیوں سے پوچھیئے جو جنگ گاہ میں لال صلیب کے نشان والے ہسپتالوں میں پناہ پاکر وہاں علاج اور آرام پاتے ہیں۔ چاہے وہ کسی مذہب کے کیوں نہ ہوں۔ اسی طرح ہر ایک گناہ سے زخمی کیا ہوا انسان مسیح کی صلیبی موت کو اپنے گناہوں کے لئے حقیقی قربانی وکفارہ مان کر معافی پاسکتا ہے۔ پھر جن لوگوں نے مسیح کی صلیبی موت کے سبب اپنے گناہوں کی معافی پائی اُنہوں نے اس کی طرف اپنی محبت کا اظہار بہت سے دلچسپ گیتوں میں ظاہر کیا۔ جن میں سے ایک مشہور گیت یہ ہے۔

"وہ چٹان مسیح تھا" (ا کرنتھیوں ۱۰:۴)

اے پیارے مسیح رکھتا ہوں تیری ہی آس میں ۔ لاچار ہو کے آتا ہوں تیرے ہی پاس میں
آب اور خون ایک میں مل کر جو تھے بہے ۔ تیرے اُسی چھدے ہوئے پہلوئے پاک سے

اب وہ میرے گناہوں کا کامل علاج ہو — دوزخ اور عذاب سے اسکو بچائیو
۲ محنت جو میری ہے وہ کسی کام کی نہیں — رونے سے دل کو تسکل کچھ آرام کی نہیں
تکلیف اور ملتی ہے اُن سے یہ سچ ہے بات — حاصل کبھی تو اُن سے نہیں ہوتی ہے نجات
بیکار محنتیں ہیں اگر یار تُو نہ ہو — جب تک کہ اے مسیح مددگار تو نہ ہو
۳ آتا ہوں اے مسیح میرے خالی ہاتھ میں — لاتا نہیں ہوں کچھ بھی مگر اپنے ساتھ میں
ننگا ہوں میں فقیر ہوں بدبخت خستہ حال — لاچار ہوں غریب ہوں تو مجھ کو کر نہال
دے مجھ کو اپنے فضل سے پوشاک پاک صاف — کر دل کو میرے صاف خطائیں بھی کر معاف
۴ جبتک کہ مجھ میں جان ہے جبتک ہے مجھ میں دم — جس وقت آئے موت کی سکرات و درد و غم
اور اے مسیح پاک قیامت بپا ہو جب — محشر میں تُو جلال سے رونق فزا ہو جب
پیارے مسیح تو ہی مجھے تب بچائیو — اور اپنی آڑ میں مجھے آکر چھپائیو

٦۔ آخری بات جو ہمیں کہنی ہے سو یہ ہے کہ مسیح کی موت اور دوں کی موت سے بہ لحاظ یادگاری کے مختلف ہے۔ ہم ماتم کرنے اور روزہ رکھنے سے اُس کی موت کی یاد نہیں کرتے بلکہ برعکس اس کے توڑی ہوئی روٹی کے کھانے سے جو اُس کے جسم کے توڑے جانے کا نشان ہے اور انگور کا رس پینے سے جو گناہوں کی معافی کے لئے اُس کے خون بہانے کا نشان ہے ہم اِن نشانوں کے وسیلے سے ایک پاک ضیافت بنا کر اُس کی موت کی یادگار مناتے ہیں۔ اب اُس حکم کو سُنئے جس کے سبب مسیح کے شاگرد اُس کی موت کی یاد کرتے ہیں۔

"کیونکہ یہ بات مجھے خداوند سے پہنچی اور مَیں نے تم کو بھی پہنچا دی

کہ خُداوند یسوع نے جس رات وہ پکڑوایا گیا روٹی لی اور شکر کر کے توڑی اور کہا کہ یہ میرا بدن ہے جو تمہارے لئے ہے۔ میری یادگاری کے واسطے یہ کیا کرو۔ اسی طرح اُس نے کھانے کے بعد پیالہ بھی لیا اور کہا کہ یہ پیالہ میرے خُون میں نیا عہد ہے۔ جب کبھی پیو میری یادگاری کے لئے یہ کیا کرو۔ کیونکہ جب کبھی تم یہ روٹی کھاتے اور اس پیالے میں سے پیتے ہو تو خداوند کی مَوت کا اظہار کرتے ہو۔ جب تک وہ نہ آئے۔" (۱ کرنتھیوں ۱۱: ۲۳-۲۶)+

دوسروں کی موت کی یادگاری ہم اور ہی طریقوں سے کیا کرتے ہیں۔ مسلمانوں میں محرّم کے مہینے کے پہلے دس دن تک محمد صاحب کے نواسوں حسن اور حُسین کی مَوت کی یاد کی جاتی ہے۔ جنہیں ہمارے بہت مُسلمان دوست شہید مانتے ہیں۔ پر اس مَوت کی یاد ماتم کرنے سے کی جاتی ہے۔ مگر مسیح کے شاگرد اپنے خداوند کی مَوت کی یادگار ایک شُکر گذاری کی ضیافت سے کرتے ہیں۔ جو نجات کی برکتیں اُس کی صلیبی موت کے وسیلے سے اُن کو ملیں وہ پاک ضیافت کی نشانیوں سے یاد کرتے ہیں۔ وہ پیالہ جس میں انگور کا رس اُس کے خون کی علامت کے طور پر انڈیلا جاتا ہے۔ نجات کا پیالہ کہلاتا ہے۔ مسیح نے اپنے مرنے سے پیشتر پیالہ لے کر شُکر کیا اور اپنے شاگردوں کو دے کر کہا کہ تم سب اس میں سے پی لو۔ کیونکہ یہ عہد کا میرا وہ خون ہے جو بہتیروں کے لئے گناہوں کی معافی کے واسطے بہایا جاتا ہے۔ میں تم سے کہتا ہوں کہ انگور کا یہ شیرہ پھر کبھی نہ پیُونگا اُس دن

تک کہ تمہارے ساتھ اپنے باپ کی بادشاہت میں نیا نہ پیوں"۔(متی ۲۶: ۲۷-۳۰)۔

پس مسیح کے پیرو اس کی موت کی یاد کرتے ہوئے شکر بجا لاتے ہیں۔ انگور کے رس کو مسیح کے خون کے بہائے جانے کا نشان جان کر اور کہ اُس کے خون بہائے جانے سے اُن کے گناہوں کی قربانی ہوئی تو وہ پیالہ جس میں وہ رس جو اس کے خون کے نشان کے لئے انڈیلا جاتا ہے ہاتھ میں لے کر شکر گذاری کے ساتھ پیتے ہیں۔ اور اس نشان سے اپنے گناہوں کی معافی کے لئے مسیح کی صلیبی موت کی قربانی کو قبول کرتے ہیں۔

بہت سے مسلمان ایسا کہتے ہیں کہ مسیح بغیر مرے زندہ آسمان پر اُٹھا لیا گیا۔ ہمیں ایسا معلوم ہوتا ہے کہ خداوند یسوع کو پیشتر سے علم تھا کہ کئی لوگ ایسا ہی کہینگے۔ پس اُس نے اپنی موت کا اشتہار صرف چار انجیلوں اور نئے عہد نامہ کے صحیفوں کو کافی ذریعہ نہیں سمجھا (گو کہ وہ اس کی موت کے بیانات سے پُر ہیں) اور ما سوائے ان کے یہ بھی کافی نہ سمجھا کہ اُس کے منادی اس کی موت کی گواہی دیتے پھریں۔ خواہ کیسی ہی سچی اُن کی گواہی کیوں نہ ہو۔ بلکہ ان سب ذریعوں کے علاوہ اُس نے اپنی موت کی منادی ایک عجیب شکرگزاری کی ضیافت کے ذریعہ سے کروائی ہے۔ یہ سب اس لئے ہوا تاکہ چاہے بعض اس کے کلام کو توڑ مروڑ کر سکتے پھریں کہ اُس کی موت ایسی ہی تھی جیسی کہ بہادر کی موت جو اپنے مالک

کے لئے یا شہید جو اپنے دین کے لئے اپنی جان دے۔ اور چاہے بعض لوگ یہاں تک بھی مخالفت کریں کہ اُن کی مخالفت اور دھمکیوں سے مسیح کے مناد کو چپ ہونا پڑے۔ تو بھی اس پاک ضیافت کے وسیلے سے اس کے توڑے ہوئے بدن اور بہائے ہوئے لہو کی یہ علامتیں گناہوں کی معافی کا اشتہار اس وقت تک دیتی رہینگی جب تک کہ وہ پھر نہ آئے۔

۱۹۰۰ برس گذر چکے ہیں۔ جب سے شکر گذاری کے گیت گاتے ہوئے اِن علامتوں کے استعمال سے مسیح کے پیرو اس کی موت کی یادگاری مناتے آئے ہیں اور اس طرح اس پاک ضیافت سے اُس کی موت کے معنے و مطلب کا اشتہار ہوتا رہا ہے۔ اور اس طرح اُس کی دوبارہ آمد پر ایمان کا اظہار بھی کیا گیا ہے اور آج تک کوئی اس رسم کو منسوخ نہیں کرسکا کیا تواریخ کے صفحوں میں ہم نے کبھی ایسی موت کا ذکر پڑھا ہے جس کی یادگاری اِس طرح کی جاتی ہو جس طرح مسیح کے لوگ اس کی موت کو یاد کرتے آئے ہیں؟

ان مذکورہ بالا حقیقتوں کا خیال کر کے کیا ہمارا یہ کہنا دُرست نہیں کہ خداوند یسوع مسیح کی سی موت کبھی واقع نہیں ہوئی۔ یہ وہ موت تھی جس کی نسبت سینکڑوں برس پیشتر سے پیشینگوئی کی گئی تھی۔ یہ وہ موت تھی جس کا اعلےٰ ترین مقصد گناہوں کی معافی تھا۔ یہ وہ موت تھی جس کے معنے و مطلب اُن عجیب و غریب واقعات سے سمجھ میں آتے ہیں جو اُس کی موت کے وقت ظہور میں آئے۔ یہ اس شخص کی موت تھی

جو مرنے کے بعد مُردوں میں سے جی اُٹھا اور آسمان پر چڑھ گیا۔ یہ اُس شخص کی مَوت تھی جس نے رومی صلیب پر اپنا لہو بہا کر اسے دشمنوں پر رحم کرنے اور لاچاروں کے لئے بچانے کا نشان بنا دیا۔ یہ وہ خوفناک موت تھی جس کی جان کندنی کا دُکھ بیان سے باہر ہے۔ مگر شکرگذاری کے گیت گا کر ضیافت کی علامتوں کے وسیلے سے ہم اس کی یاد مناتے ہیں۔ غور کیجئے کہ اگرچہ وہ مجرم کی صلیب پر مرا تو بھی مسیحوں کی مقدس کتابیں اور مسیح کے پیرو اپنے دلوں۔ دعاؤں اور بندگی میں اُسے کیسی اعلیٰ جگہ دیتے ہیں۔

اے پڑھنے والو۔ کیا آپ ان سب باتوں کا خیال کر کے اپنے آپ سے نہ پوچھوگے کہ ان کا مطلب کیا ہے۔ بہتیرے اُن پر غور کر کے اور دعا مانگ کر اس نتیجہ پر پہنچے ہیں۔ کہ اگر گناہ کی معافی اور اُس سے نجات کی کوئی اور راہ ہوتی تو خدا ضرور اپنے بیٹے کو ایسی خوفناک مَوت سے باز رکھتا۔ مرنے سے پیشتر اس پچھلی رات کو جب جان کندنی میں پڑ کر مسیح نے یہ دُعا مانگی کہ" اے میرے باپ اگر ہو سکے تو یہ پیالہ مجھ سے ٹل جائے۔ تاہم جیسا میں چاہتا ہوں ویسا نہیں بلکہ جیسا تو چاہتا ہے ویسا ہی ہو" (متی ۲۶ : ۳۹) خدا اس کی دعا ضرور قبول کر لیتا۔ اگر گناہوں سے چھٹکارے کی کوئی اور راہ بھی ہوتی۔ ایسا اور کوئی طریقہ ممکن نہ تھا۔ اور اگر یہ مقصد نظر انداز کر دیا جائے تو پھر دنیا میں مسیح کی موت سے بڑھ کر کوئی دردناک ماجرا نہیں گذرا

جس طرح سب زمانوں اور سب ملکوں میں بہادر لوگوں نے اپنی جانیں
دی ہیں اور جیسا آجکل دے رہے ہیں۔ مسیح کی موت ہرگز ایسی
نہ تھی۔ گتسمنی کے باغ میں یہ جان کندنی کی دعا کسی بہادر یا
شہید کی دعا نہیں تھی۔ اس دوپہر کو اندھیرے میں سے اِس صدا
کا نکلنا "اے میرے خدا اے میرے خدا تو نے مجھے کیوں چھوڑ دیا"
کسی شہید کی پکار نہ تھی۔ وہ جو اُس کے ساتھ صلیب پر تھے اُن میں
سے کوئی اس طرح نہیں پکارا۔ ہزارہا مسیح کے پیرو ہو گذرے ہیں
جو شہیدانہ موت سے نہیں جھجکے۔ پر آگ کی تپش میں سے گذرتے
ہوئے خدا کا شکر ہی کرتے گئے کہ وہ اِس لائق کئے گئے کہ اُس
کی خاطر اپنی جان دیں۔

ہمارے عزیز اور معزز ڈاکٹر کالی چرن چٹرجی مرحوم کی سوانح
عمری میں لکھا ہے کہ "ڈاکٹر چٹرجی نے یقین کیا کہ مسیح نے صلیب پر
اپنی جان میرے گناہوں کی معافی حاصل کرنے کے لئے فدیہ میں
دی اور اس سبب سے وہ مسیح پر ایمان لائے۔ اور علانیہ اُس کا
اِقرار کیا۔ اُن کی گواہی یہ ہے۔ مجھ سے اکثر پوچھا جاتا ہے۔ کہ میں
نے کیوں ہندو مذہب کو ترک کر دیا اور مسیح کا شاگرد بن گیا۔ میرا
جواب یہ ہے کہ طرح طرح سے مسیح مجھے اپنی طرف کھینچتا تھا
یعنی اُس کی پاک اور بے عیب زندگی اور اس کی خدا کی مرضی کی
تابعداری اور دکھیا اِنسانوں کے لئے رحم اور نیکی کے کام

سب مل کے مجھے اس کی طرف کھینچے لئے جاتے تھے۔ پہاڑی وعظ میں اُس کی اعلےٰ تعلیموں پر سوچ کر اور یہ دیکھکر کہ وہ گنہگاروں کو کیسا پیار کرتا تھا میرا دل اُس کی تعریف سے بھر گیا اور میں اُس کی عزت اور اُسے پیار کرنے لگا۔ رام۔ کرشن۔ مہادیو۔ کالی جیسے اوتار جن کی پوجا کرنے کی تعلیم میں نے پائی تھی وہ ایسے بہادر تھے جو بڑا دبدبہ اور زور دکھانے والے تھے۔ جو ہمارے جیسے جذبات رکھنے والے گنہگار انسان تھے۔ صرف مسیح ایک تھا جو مجھے گناہ سے خالی نظر آیا اور جس کو مَیں خدا کی سی عزت دے سکتا تھا۔ پر وہ تعلیم جس کے سبب مَیں نے مسیحی دین کو قبول کرنے کا فیصلہ کیا اور جس کے سبب مَیں نے اُس پر اپنے ایمان کا علانیہ اقرار کیا۔ وہ اُس کے کفارہ کی موت اور گنہگاروں کے بدلہ میں اُس کے دُکھوں کی مَوت کی تعلیم تھی۔ میں نے جان لیا کہ میں گنہگار ہوں اور مجھے یہ یقین ہو گیا کہ مسیح اس لئے مرا کہ میرے گناہوں کا قرض بھر دے جیسا کہ لکھا ہے "کیونکہ تم ایمان سے فضل کے وسیلہ بچے ہو۔ اپنے نیک کاموں کے سبب نہیں۔ یہ خدا کی بخشش ہے۔ کاموں کے سبب نہیں تاکہ کوئی گھمنڈ نہ کر سکے"۔ میرے دل میں بس یہی باتیں آتی تھیں۔ مسیح مرا اور اپنی اس مَوت سے اُس نے وہ قرض ادا کر دیا جو انسان سے ادا نہیں ہو سکتا تھا۔ مسیحی زندگی اور تجربہ میں آگے بڑھتے ہوئے میرا یہ یقین مضبوط ہوتا چلا گیا۔ اور اب ۱۹۱۰ء میں یہ یقین میرے دل کا ایک حصہ بن گیا ہے۔ باقی مذاہب اور مسیحی مذہب میں

اس بات میں سب سے بڑا فرق ہے - جب میں مسیحی ہوا تب میرا یہی یقین تھا اور اب تو میں اپنے اس ایمان اور یقین میں اور بھی پختہ ہو گیا ہوں۔"

اب اسے پڑھنے والے بھائی! میں ایک بات اور کہہ کر مسیح کی موت کے مقصد کی نسبت اس پیغام کو آپ کے سپرد کرونگا - اگر آپ اس کو اپنے لئے خدا کا پیغام سمجھ کر اپنے دل میں جگہ دیں تو آپ کو یہ برکتیں ملینگی - توبہ کی روح - گناہ سے دلی نفرت - گناہ کی معافی کا یقین - دل میں حقیقی اور پائیدار آرام - خدا سے دعا کرنے کی طبیعت - اُس کا کلام پڑھنے میں خوشی - انسانوں کے لئے دلی محبت اور اس محبت کے سبب اُن کی خدمت کرنے والی طبیعت - اور ان سب باتوں سے بڑھ کر خداوند یسوع کی محبت آپ کے دل میں بھر آئیگی - اور یہاں تک آپ پر قبضہ کر لیگی کہ آپ کی ساری زندگی کو پاک بنا دیگی - کیا آپ اُس کو اپنا خداوند اور نجات دہندہ نہ مانینگے؟ مدت ہوئی کہ ایک شخص نے مسیح کی موت کو یاد کر کے اُس کو اپنا خداوند اور نجات دہندہ مانا اور ذیل کے گیت سے اپنے ایمان کو ظاہر کیا - یہ گیت مسیح کے پیرو اُس کی موت کی یادگار میں اکثر گایا کرتے ہیں -

وہ شاہ ذوالجلال مرا جس صلیب پر
کرتا ہوں ساتھ غور کے جب اس پہ میں نظر
سب نفع کو میں اپنے سمجھ لیتا ہوں زیاں
طاقت نہیں کہ فخر کا اب مجھ پہ ہو اثر
ایسا نہ ہو کہ فخر کروں میں کبھی کہیں
منجی! تیری صلیب مقدس کو چھوڑ کر

دل کی خوشی کے ساتھ خداوند کے لئے کوئی ہو خوب اس سے میں کرتا ہوں درگذر
ہاتھوں میں سر میں پاؤں میں اُلفت کے ہیں نشان کانٹوں کا تاج کیا ہی جلالی ہے جلوہ گر
ہوتا یہ کُل جہاں بھی اگر میرے تحت میں تھا تیری نذر کے لئے بے شک حقیر تر
یہ ہے الٰہی پیار کروں اس کا کیا بیاں طالب ہے جان و دل کا اسے کیا دوں مال و زر

تیرے لہو بہانے سے رب کا ہوا ہے فضل
اب تیرے خُوں خریدے کریں شکر عمر بھر

تمام شد

اشتہار کتب

شیخ کامل منصور۔ جامعہ ازہر مصر کے ایک مسلمان عالم کا مسیحی ہوجانا ۔ ۲/
میں کیوں مسیحی ہوگیا۔ از پادری ایس ۔ ایم ۔ پال افغان صنہ ۳۰ ۔ ا/
ہندو محمدی مسیحی مذاہب کا مقابلہ۔ از ڈاکٹر اے ۔ ایچ ۔ یونگ صاحب
ایم ۔ ۔ خدا ۔ گنا ۔ طریق نجات اور الہام کے بارے میں دُنیا کے
تین بڑے بڑے ۔ ۔ ۔ ت کا مقابلہ۔ صفحہ ۳۲ ۔ ۶ پائی
حقیقی دوست۔ خداوند کی زندگی کا احوال۔ صفحہ ۸۶ ۔ ا/ انگریزی ۲/
خلاصہ انجیل۔ خداوند مسیح کی تعلیمات کا بیان مختلف عنوانوں کے ماتحت
صفحہ ۔ ۔ ۲/
مسیح کے نام۔ قرآن ۔ ۔ ۔ ل ۔ مسیح کے ۹۹ نام معہ تشریح ۔ ۳ پائی
حضرت محمد اور کتاب مقدس۔ کیا بائبل میں آنحضرت محمد صاحب کی
پیش خبری ہے
ایک عجیب پیشینگوئی۔ مسیح کی پیشینگوئی کا بیان کہ اس کی دوسری آمد سے
قبل تمام دنیا میں اُسکی منادی ہوگی صنہ ۲۰ ۔ ۶ پائی
ایک تاریخی واقعہ اور اس کا اخلاقی پہلو۔ از مسٹر اپسن۔ خداوند مسیح
کی شخصی زندگی کی اس کے شاگردوں اور رسولوں پر تاثیر۔ صنہ ۳۲ ۶ پائی۔
مسیح کی الوہیت۔ از کینن گیرڈنر صاحب صفحہ ۱۶ ۔ ۳ پائی۔
ترقی یا تنزل؟ از ڈاکٹر وزدیمر۔ توریت۔ انجیل۔ قرآن اور حدیث کی تعلیم کا مقابلہ صنہ ۔ ۱ پائی

پی۔ آر۔ بی۔ ایس۔ پریس۔ انارکلی لاہور میں مسٹر ایف۔ ڈی۔
وارث سیکرٹری پنجاب ریلجس بک سوسائٹی۔ انارکلی۔ لاہور
پرنٹر و پبلشر کے اہتمام سے چھپکر شائع ہُوا۔